110407-روزہ غروب شمس تک ہے نا کہ جیسے شیعہ حضرات کہتے ہیں

سوال

میرا سوال روزے اور افطاری کے بارہ میں ہے، میری پڑوسیوں سے بات ہوئی جو کہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے مجھے آیت کریمہ پڑھ کر سنائی جس میں اللہ نے فجر سے لیکر رات تک روزہ پورا کرنے کا حکم دیا ہے، نہ کہ غروب شمس تک، ان پڑوسیوں کا یہی کہنا تھا، برائے مہربانی مجھے اس کے بارہ میں معلومات فراہم کریں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے

پسندیدہ جواب

سب مسلمانوں کا اجماع اور اتفاق ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور سے لیکر آج تک یہی ہے کہ روزہ فجر صادق طلوع ہونے سے شروع ہو کر افق میں پوری سورج کی ٹکیا غروب ہونے تک رہتا ہے، اس پر کتاب و سنت اور مسلمانوں کا اجماع قطعی دلالت کرتے ہیں.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

{پھر تم رات تک روزہ پورا کرو} البقرۃ(187).

اور لغت عرب میں رات غروب شمس سے شروع ہوتی ہے.

قاموس المحیط میں درج ہے :

"اللیل : سورغ غروب ہونے سے لیکر فجر صادق طلوع ہونے یا سورج طلوع ہونے کو رات کہا جاتا ہے" انتہی

دیکھیں : القاموس المحیط(1364).

اور لسان العرب میں درج ہے :

"اللیل : دن کے بعد شروع ہوتی ہے اور اس کی ابتدا غروب شمس سے ہوگی" انتہی

دیکھیں : لسان العرب(607/11).

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

قولہ تعالی :

{پھر تم روزہ رات تک پورا کرو}.

یہ اس کا تقاضا کرتی ہے کہ شرعی حکم کے مطابق غروب شمس کے وقت روزہ افطار کیا جائے. انتہی

دیکھیں : تفسیر القرآن العظیم (517/1).

بلکہ یہاں بعض مفسرین نے یہ تنبیہ کی ہے کہ اس آیت میں حرف جر "الی" کا استعمال بھی تعجیل یعنی جلدی کرنے کا فائدہ دیتا ہے، کیونکہ یہ حرف جر انتہا غایت پر دلالت کرتا ہے.

علامہ طاہر ابن عاشور رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"(الی اللیل) یہ روزے کی انتہاء وغایت ہے جس میں روزہ جلد افطار کرنے کے لیے حرف الی اختیار کیا گیا ہے کہ غروب شمس ہوتے ہی روزہ افطار کر لیا جائے؛ کیونکہ اس کے ساتھ غایت میں اضافہ نہیں ہو سکتا، بخلاف حرف "حتی" کے تو یہاں مراد ہے کہ رات کے ساتھ ملنے سے روزہ پورا ہو جاتا ہے" انتہی

دیکھیں : التحریر التنویر (181/2).

اس سب کی تائید صحیحین کی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے :

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب اس طرف سے رات آ جائے اور اس طرف سے دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کا روزہ افطار ہو جاتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1954) صحیح مسلم حدیث نمبر (1100).

اس حدیث میں مشرق کی جانب سے رات آنے اور افق میں سورج غائب ہو جانے کو ملا کر ذکر کیا گیا ہے، اور یہ مشاہدہ شدہ بات ہے، کیونکہ افق کے پیچھے سورج کی ٹکیا غائب ہوتے ہی مشرق کی جانب اندھیرا شروع ہو جاتا ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

قولہ : "جب اس طرف سے رات آ جائے" یعنی مشرق کی جانب سے رات آ جائے، اس سے مراد اندھیرے کا حسی طور پر وجود ہے.

اس حدیث میں تین امور بیان ہوئے ہیں؛ اگرچہ اصل میں یہ ایک دوسرے کو لازم ہیں، لیکن ہو سکتا ہے بعض اوقات ظاہر میں ایک دوسرے سے لازم نہیں ہوں.

ہو سکتا ہے کہ مشرق کی جانب سے رات آنے کا خیال ہو لیکن حقیقت میں ایسا نہ ہو، بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز سورج کی ٹکیا کو ڈھانپ چکی ہو جس کی بنا پر اندھیرا نظر آئے، اور اسی طرح دن کے جانے میں بھی ہو سکتا ہے.

اس لیے حدیث میں "غروب شمس" کی قید لگائی گئی ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ رات آنے اور دن جانے کی علامت ہے اور اس سے یقینی طور پر ایسا ہو گا، اور یہ دونوں غروب شمس کے ساتھ ہونگی کسی اور سبب کے باعث نہیں" انتہی

دیکھیں : فتح الباری (196/4).

اورامام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"علماء کرام کا کہنا ہے کہ : ان تین امور میں سے ہر ایک باقی دو کولازم ہیں اورا پنے ضمن میں لیے ہوئے ہے، ان کو جمع اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کوئی شخص کسی وادی وغیرہ میں ہوجہاں وہ سورج غروب ہونے کا مشاہدہ نہ کرسکے اس لیے وہ روشنی ختم ہونے اوراندھیرا چھا جانے پر اعتماد کریگا" انتہی

دیکھیں : شرح مسلم (209/7).

امام بخاری اورامام مسلم رحمہ اللہ نے عبداللہ بن ابی بن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ :

"ایک سفر میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اوررسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے جب سورج غروب ہوا توایک شخص کورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

یافلان اٹھوہمارے لیے ستوتیار کرو (یعنی پانی میں ستوملاؤ تاکہ ہم نوش کرسکیں) تووہ شخص عرض کرنے لگا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شام توہونے دیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اترکرہمارے لیے ستوتیار کرو.

تووہ شخص عرض کرنے لگا : اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم : شام توہونے دیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اترکرہمارے لیے ستوتیار کرو.

وہ شخص عرض کرنے لگا : ابھی تودن ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اترکرہمارے لیے ستوتیار کرو.

تواس شخص نے اترکران کے لیے ستوتیار کیے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستونوش فرمائے، اورفرمایا :

جب تم دیکھوکہ اس جانب سے رات آگئی ہے توروزے دار کاروزہ افطار ہوگیا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (1955) صحیح مسلم حدیث نمبر (1101).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس حدیث میں روزہ جلد افطار کرنے کا استحباب پایا جاتا ہے، اوریہ دلیل پائی جاتی ہے کہ رات کا کوئی حصہ بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں، بلکہ جیسے ہی سورج غروب ہونے کا یقین ہوجائے تو افطاری حلال ہوجاتی ہے" انتہی

دیکھیں : فتح الباری (197/4).

پھر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جیسے ہی مؤذن غروب آفتاب کے بعد مغرب کی اذان دے تو افطاری کرنا اور کھانا جائز ہے، اور جو کوئی بھی اس کے مخالف عمل کرے اور دین میں بدعت کی ایجاد کرے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہو اور نہ ہی علم ہو تو اس نے مومنوں کی راہ کی بجائے کسی اور راہ کی پیروی کی.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"غروب شمس کے فورا بعد نماز مغرب جلد ادا کی جائے، اس پر اتفاق ہے، شیعہ کی جانب سے اس سلسلہ میں کچھ بیان کیا جاتا ہے جو قابل التفات نہیں، اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے" انتہی

دیکھیں : شرح مسلم (136/5).

بلکہ اس مسئلہ کے متعلق تو بہت ساری شیعہ کتب میں وہی بیان ہوا جس پر سب مسلمانوں کا اجماع واتفاق ہے.

بعض شیعہ نے جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ :

"جب سورج غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنا حلال ہے اور نماز ادا کرنا واجب ہے" انتہی

دیکھیں : من لایحضرہ الفقیہ (142/1) وسائل الشیعۃ (90/7).

البروجردی نے صاحب الدعائم سے اس کا یہ قول نقل کیا ہے :

"ہم اہل بیت سے روایت بالاجماع روایت کر چکے ہیں جو ہمیں ان سے رواۃ کرنے والے راویوں کی جانب سے علم ہے کہ رات جس سے روزہ افطار کرنا حلال ہو جاتا ہے وہ بغیر کسی حائل کے افق میں سورج غائب ہونا ہے، یعنی کوئی پہاڑ یا دیوار وغیرہ حائل نہ ہو جائے، اس لیے جب سورج کی ٹکیا افق میں غائب ہو جائے تو رات شروع ہو جاتی ہے اور افطاری حلال ہو جاتی ہے" انتہی

دیکھیں : جامع احادیث الشیعۃ (165/9).

حاصل یہ ہوا کہ :

اس وقت جو شیعہ حضرات نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں اور افطاری کو غروب شمس سے کچھ دیر تک تاخیر کرتے ہیں، یہ قرآن وسنت نبویہ صحیحہ کے خلاف ہے، اور اسی طرح مسلمانوں کے اجماع کے بھی خلاف ہے.

پھر یہ چیز تو انہوں نے جو کچھ اپنے آئمہ کرام سے نقل کیا ہے اس کے بھی مخالف ہے!

واللہ اعلم.